ائمہ، مؤذنین، خدامِ مساجد کا مقام اور مسلم سماج

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی
انڈیا

’’مسجد‘‘ خانۂ خدا، مرکزِ اسلام اور روئے زمین کے مقدس ترین مقامات میں سے ایک ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی جانب سے خصوصی عزت وشرف سے نوازا ہے، اور قرآن مجید میں جگہ جگہ مسجد اور اس سے منسوب افراد کا تذکرہ کیا ہے۔ خود نبی پاک ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرتے ہوئے جب قباء نامی مقام پر پہنچے تو سب پہلے مسجد بنائی اور جب مدینہ طیبہ میں فروکش ہوئے تب بھی اولین فرصت میں مسجدِ نبوی کی تعمیر کا قصد کیا اور صحابہ کرامؓ کے ساتھ خود بھی بناءِ مسجد میں حصہ لیا۔ یہ حقیقت ہے کہ نسبت کی بنیاد پر مراتب ودرجات میں غیر معمولی تفاوت ہوجاتا ہے، کوئی شئ فی نفسہ معمولی دکھائی دیتی ہے؛ مگر اس کی نسبت اللہ، اس کے رسول ﷺ اور ان کے نزدیک محبوب چیزوں سے ہوجاتی ہے تو پھر اس کی عظمت میں چار چاند لگ جاتے ہیں اور کلاہِ گوشۂ دہقاں آفتاب تک پہنچ جاتی ہے۔ یہی حال ائمہ، موذنین اور خدامِ مساجد کا ہے کہ یہ حضرات عام طور پر حافظِ قرآن، عالم دین اور عابد ومتقی ہونے کی بنا پر ویسے بھی شرف وفضیلت کے حامل ہوتے ہیں؛ مگر مسجد کی نسبت سے ان کا مقام عالی اور ان کا مرتبہ بلند ہوجاتا ہے۔

منصبِ امامت کی اہمیت

اسلام میں منصبِ امامت کی بڑی اہمیت ہے، یہ ایک باعزت، باوقار اور قابلِ قدر دینی شعبہ ہے، یہ مصلّٰی درحقیقت رسول اللہ ﷺ کا مصلّٰی ہے، امام نائبِ رسول ہے، نیز اللہ رب العزت اور مقتدیوں کے درمیان قاصد اور ایلچی کی حیثیت رکھتا ہے: اس لیے احادیث میں کہا گیا ہے کہ: ’’تم میں جو سب سے بہتر ہو اسے امام بنانا چاہیے۔‘‘ اسی طرح حدیث پاک میں ہے: ’’اگر تمہیں یہ پسند ہے کہ تمہاری نماز درجۂ قبولیت کو پہنچے تو تم میں جو بہتر اور نیک ہو، وہ تمہاری امامت کرے، کیوں کہ وہ تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان

قاصد ہے۔‘‘ (شرح نقایة، ج: ۱، ص: ٦٨، والأولی بالإمامة، الخ)

دوسری حدیث میں ہے کہ: ’’تم میں جو سب سے بہتر ہو، اس کو امام بناؤ، کیونکہ وہ تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان ایلچی ہے۔‘‘ (حوالہ بالا)

ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’امامت کا زیادہ حق دار وہ ہے جو امورِ دین کا زیادہ جاننے والا ہو (خصوصاً نماز سے متعلق مسائل سے سب سے زیادہ واقف ہو) پھر وہ شخص جو تجوید سے پڑھنے میں زیادہ ماہر ہو، پھر جو زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو، پھر وہ جو عمر میں بڑا ہو، پھر وہ جو اچھے اخلاق والا ہو، پھر وہ جو خوبصورت اور باوجاہت ہو، پھر وہ جو نسباً زیادہ شریف ہو، پھر وہ جس کی آواز اچھی ہو، پھر وہ جو زیادہ پاکیزہ کپڑے پہنتا ہو۔‘‘

(حوالہ بالا، ملخص از فتاویٰ رحیمیہ)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ امامت کا منصب کوئی معمولی منصب نہیں ہے؛ بلکہ امام قوم میں سب سے افضل وبرتر اور ان کی نمازوں کا ضامن وذمہ دار ہے؛ یہی وجہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال فرمانے کے بعد امرِ خلافت کو لے کر صحابہ کرامؓ کے درمیان اختلاف ہوا، تو بالاتفاق حضرت ابوبکرؓ کو یہ کہہ کر خلیفہ منتخب کیا گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں مرضِ وفات میں قوم کی نماز کا امام بنایا تھا۔ منصبِ امامت کے افضل ہونے کا ذکر کرتے ہوئے امام غزالیؒ لکھتے ہیں: ’’بعض سلف کا قول ہے:

> ’’انبیاء علیہم السلام کے بعد علماء سے افضل کوئی نہیں اور ان کے بعد نماز کے امام سے افضل کوئی نہیں؛ کیونکہ یہ تینوں فریق (انبیاء، علماء اور ائمہ) اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے مابین رابطے کا ذریعہ ہیں۔ انبیاء علیہم السلام تو اپنی نبوت کے باعث، علماء علم کی وجہ سے، اور ائمہ کرام دین کے سب سے زیادہ اہم رکن کے سبب۔‘‘ (احیاء العلوم)

مؤذنین کی عظمتِ شان

اذان اسلام کا اہم شعار ہے، اس کی اہمیت اور عظمت مسلم ہے، اسی نسبت سے مؤذن کا بھی بہت اونچا مقام ہے، احادیث میں مؤذن کی فضیلت کے سلسلے میں متعدد روایتیں وارد ہیں، چند روایتیں ملاحظہ ہوں:

①- عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ کہتے ہیں کہ مجھے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنایا: ’’میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں بکریوں اور جنگل میں رہنا پسند ہے، اس لیے جب تم جنگل میں اپنی بکریوں کو لیے ہوئے موجود ہو اور نماز کے لیے اذان دو تو تم بلند آواز سے اذان دیا کرو، کیوں کہ جن وانس بلکہ تمام ہی چیزیں جو مؤذن کی آواز سنتی ہیں قیامت کے دن اس پر گواہی دیں گی۔‘‘ (صحیح بخاری)

②- حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ

اذان دینے اور پہلی صف میں کھڑے ہونے کی کتنی فضیلت ہے، پھر وہ اس پر قرعہ اندازی کیے بغیر کوئی چارہ نہ پائیں تو وہ اس پر ضرور قرعہ اندازی کریں اور اگر وہ جان لیں کہ (نماز کے لیے) اول وقت آنے میں کیا فضیلت ہے تو وہ ضرور اس کی طرف دوڑ کر آئیں، اور اگر وہ جان لیں کہ نمازِ عشاء اور نمازِ فجر کی کتنی فضیلت ہے تو وہ ضرور ان میں شریک ہوں، اگر چہ انھیں سرین کے بل گھسٹ کر آنا پڑے۔'' (صحیح بخاری)

③-حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ: ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مؤذن کی گردن کو تمام مخلوق سے بلند فرمادیں گے۔'' (مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤذن کو قیامت کے دن بہت اونچا مقام عطا کریں گے۔) (صحیح مسلم)

④-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ: ''تین قسم کے لوگ قیامت کے دن مشک کے ٹیلے پر ہوں گے، جنہیں دیکھ کر تمام اولین وآخرین رشک کریں گے، ایک ایسا غلام جو اللہ اور اپنے آقا کے حقوق ادا کرتا ہو، دوسرے وہ امام جس سے اس کے مقتدی راضی ہوں، تیسرے وہ مؤذن جو پانچوں وقت کی اذان دیتا ہو۔'' (مسند احمد)

مختصر یہ کہ اذان دینا کوئی معمولی عمل نہیں ہے؛ بلکہ اللہ کی بارگاہ میں اس کی بہت زیادہ قدر و قیمت ہے؛ کیوں کہ مؤذن جس طرح اذان کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اعلان کرتا ہے اور اس کی وحدانیت کے گن گاتا ہے، اسی طرح اس کو اجر بھی اللہ رب العزت مرحمت فرمائیں گے۔

خدامِ مساجد کا مرتبہ

مسجد کی خدمت، اس کی صفائی وستھرائی کا خیال اور مسجد سے تکلیف دہ چیزوں کا ازالہ شریعتِ مطہرہ میں اعلیٰ درجے کی نیکی اور کارِ ثواب ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو آدمی مسجد سے کسی تکلیف دہ چیز (گندگی، کوڑا کرکٹ، وغیرہ) کو دور کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بناتے ہیں۔'' (ابن ماجہ)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک حبشی عورت ام محجن رضی اللہ عنہا مسجد کی خدمت کیا کرتی تھی، مسجد کا کوڑا کرکٹ تنکے وغیرہ صاف کیا کرتی تھی، چند دن وہ نظر نہیں آئی، آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا: وہ عورت کہاں ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس عورت کا انتقال ہو گیا اور ہم نے اس عورت کو دفن بھی کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگوں نے مجھے اس کی موت کی خبر کیوں نہیں دی؟ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! رات کا وقت تھا، اس وجہ سے ہم نے آپ کو تکلیف دینا پسند نہیں کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: مجھے اس عورت کی قبر بتاؤ! جب حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس خادمۂ مسجد کی قبر بتائی، تو آپ علیہ السلام نے اس عورت کی قبر پر نمازِ جنازہ ادا فرمائی۔'' (صحیح بخاری)

اس حدیث سے ہم اندازلگا سکتے ہیں کہ آپ علیہ السلام خدام مسجد سے کس قدر محبت فرماتے اور ان کی کس درجہ خبر گیری کرتے تھے۔ شارحینِ حدیث فرماتے ہیں کہ مسجد کی خدمت ہی کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کی قبر پر نمازِ جنازہ ادا فرمائی اور اس کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی۔ اسی طرح حضرات صحابہؓ بھی مسجد کی خدمت کو اپنے لیے سعادت سمجھتے تھے: ''امیر المومنین حضرت عمرؓ ایک مرتبہ مسجد قبا تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا: اے اوفی! کھجور کی چھڑی لے آؤ! جب اوفی کھجور کی چھڑی لے آئے، تو اس میں اپنے کپڑے کو لپیٹا اور جھاڑو کی طرح بنا کر مسجد کی صفائی فرمائی۔'' (فتح الباری لابن رجب، باب کنس المسجد)

موجودہ صورت حال

ائمہ، موذنین اور خدام مساجد کی اس درجہ اہمیت وفضیلت کے باوجود آج بہ کثرت دیکھنے میں آرہا ہے کہ متولیان وذمہ داران کی جانب سے ان حضرات کی مسلسل توہین وتنقیص ہورہی ہے، ان کے حقوق کی ادائیگی میں غفلت وسستی برتی جارہی ہے؛ بلکہ ان کو ستانے اور تکلیف پہنچانے کے بہانے تلاشے جارہے ہیں اور وقتاً فوقتاً ان کی عزتِ نفس کو مجروح کیا جارہا ہے۔ یہ نہایت افسوس ناک بات ہے۔

یاد رکھیں! جب کسی عام مسلمان کی توہین کرنا، اسے حقارت کی نظر سے دیکھنا اور اس پر الزام لگانا جائز نہیں تو امام، مؤذن اور خدام مساجد جو قابلِ قدر دینی فرائض کی انجام دہی کے سبب معاشرہ میں نمایاں مقام رکھتے ہیں، ان کی توہین کرنا، انھیں ستانا اور ان پر جھوٹے الزام لگانا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟!

لہٰذا مساجد کی انتظامیہ کا دینی واخلاقی فریضہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو حاکم اعلیٰ اور مختارِکل سمجھنے کے بجائے خود کو خادمِ مسجد تصور کرے۔ ائمہ، مؤذنین اور دیگر خدام کے ساتھ ہمدردی، خیر خواہی، محبت اور حُسن سلوک سے پیش آئے، ان کی عزتِ نفس کا خاص خیال رکھے، انھیں بھی اپنی طرح انسان وبشر جانے، جس سے غلطی اور بھول چوک ہوجاتی ہے اور موجودہ حالات کے مطابق ان کی دنیوی ضروریات کی تکمیل کے لیے سعی و کوشش کرے۔ حدیث پاک میں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز جن تین آدمیوں کے خلاف میں مدعی ہوں گا، ان میں سے ایک وہ شخص بھی ہے جو کسی کو اجیر رکھے اور اس سے پورا کام لے لے؛ مگر اُجرت پوری نہ دے۔'' (بخاری شریف، بحوالہ مشکوۃ شریف) اُجرت پوری نہ دینے کا مطلب صرف اتنا ہی نہیں کہ اس کی تن خواہ مار لے اور پوری نہ دے؛ بلکہ اس میں یہ بھی شامل ہے کہ جتنی اُجرت اس کام کی ملنی چاہیے اتنی نہ دے اور اس کی مجبوری سے فائدہ اُٹھا کر کم سے کم اجرت پر کام لے لے۔ فقہاء کرام رحمہم اللہ نے تصریح کی ہے کہ متولی اور انتظامیہ پر لازم ہے کہ وہ خادمانِ مساجد کو ان کی حاجت کے مطابق اور ان کی علمی قابلیت اور تقویٰ وصلاح کو ملحوظ رکھتے ہوئے وظیفہ ومشاہرہ (تنخواہ) دیتی رہے، باوجود گنجائش کے کم دینا بری بات ہے، جس پر عنداللہ مؤاخذہ ہوگا۔ (بشکریہ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند)